خواتین کی ذرائع آمدن کا جائزہ عہد نبوی کے تناظر میں(ایک تحقیقی مطالعہ)

Analysis of women's sources of income in the context of Prophethood (A research study)

Dr. Muhammad Naseer
Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic Gomal University, D.I.Khan, Pakistan
Email: m.naseer7119@gmail.com
Muhammad Affan Ul Haq
Ph.D Research scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi. Pakistan
Email: affan.ahsani@gmail.com
Dr Maqsood Ur Rehman
Imam o Khateeb Jamia masjid Ahsan e Noor Shah Latif Town Karachi, Sindh, Pakistan.
Email: maqsoodrehman@125gmail.com

Abstract:
Islam is the religion of nature and humanity; it has provided women the best place of honor and dignity while living within its natural sphere. Islam has allowed women to enjoy the rights which were not given to women ever before islam. This includes the right of education, prudential and economical trainings that that were given to women fourteen hundred years ago were not enjoyed by women before islam, some of these rights are that islam has provided education and traning opportunities to women based on which they can hide their secrets. By highlighting their abilities, a women can play her full role in the development of society. Considering the history of islam, it reflects that the Companions and other Muslim women of the early centuries were involved in matters other than housework such an economy, trade, and jihad. In islam it is the responsibility of men to earn, but as far as a womean's earning and working is concerned, Islam didn't stop women from doing it. To some extent, it is considered desirable for women to participate in the affairs of economy, society, trade, and agriculture, but with this, Islam has laid down the condition that wahtever a woman is doing must be permissible according to the teaching of sharia that too whith the proper observation of islamic rules of hijab, According to the early Islamic history the four sources of livelihood in the Arab society were trade, agriculture, handicraft, and labornig wages, Women were given the opportunity and freedom to continue these practices in the meccan and madni periods of the prophiet's time. They used to earn livelihood and accumulate wealth through these four sources.

From all this, it became clear that islam does not want women to stay away from the activities of collective life and not to do anything outside its sphere, but Islam wants to enable women to do that in difficult times of life and being able compete with persevrance and highlight its importance in society.
Keywords: Islsm, Women, Economy, Society, Trade, Agriculture, Handicraft, labornig wages

تمہید:

اسلام ایک فطری دین ہے اس نے عورت کو اس کے فطری دائرہ کار میں رہتے ہوئے اسے عزت و عظمت کا بہترین مقام عطا کیا ہے۔اور جو حقوق عورت کو اسلام سے قبل حاصل نہ تھے وہ حقوق اسلام نے عورت کو عطا کئے ہیں۔اسلام نے آج سے چودہ سال قبل عورت کو جو معاشی حقوق عطا کئے ہیں وہ اسلام کو قبل از اسلام حاصل نہ تھے۔ان میں سے چند حقوق یہ ہیں کہ اسلام نے عورت کو تعلیم و تربیت کے مواقع فراہم کئے ہیں جن کی بناء پر وہ اپنی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے معاشرے کی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکتی ہے۔اور اگر ہم تاریخ اسلامی کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ صحابیات اور قرون اولیٰ کی دیگر مسلمان خواتین گھر داری کے علاوہ دیگر معاملات مثلاً معیشت، تارت و جہاد میں بھرپور حصہ لیتی تھیں۔فطری طور پر دیکھا جائے تو کمانا یہ مردوں کے ذمہ ہے لیکن جہاں تک عورت کے کمانے اور کام کرنے کا تعلق ہے اسلام عورت کو بھی اس کی اجازت دیتا ہے۔قرآن و حدیث میں کہیں بھی عورت کے کام کرنے پر پابندی نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ "**للرجال نصيب مماكتسبوا،وللنساء نصيب مما اكتسبن**"(۱)"مردوں کے لئے ان کی کمائی کے مطابق حصہ اور عورتوں کے لئے ان کی کمائی کے مطابق حصہ ہے"۔

کسی حد تک عورت کا معیشت، معاشرت، تجارت، زراعت کے امور مین شرکت کرنا مستحسن سمجھا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ شرط اسلام نے رکھی ہے کہ عورت جو کام بھی کر رہی ہے وہ جائز ہو اور شرعی اصولوں کے موافق ہو اور ساتھ ساتھ عورت پردے کا بھی مکمل خیال رکھے۔روایات کے مطابق عرب کے معاشرے میں کسب معاش کے چاروں ذرائع تجارت، زراعت، دستکاری، حرفت و مزدوری و اجرت اختیار کرنے کی آزادی حاصل تھی اور یہ حق و آزادی اور وقعہ عہد نبوی کے مکی اور مدنی دور میں بھی قائم رہا۔اور خواتین ان چاروں ذرائع کے ذریعے آمدنی حاصل کرتیں اور دولت جمع کرتی تھیں۔ان تمام باتون یہ معلوم ہوا کہ اسلام یہ نہیں چاہتا کہ عورت اجتماعی زندگی کی سرگرمیوں سے بالکل کنارہ کش ہو کر رہے اور اپنے دائرہ کار سے باہر کوئی بھی کام نہ انجام نہ دے بلکہ اسلام عورت کو

اس قابل بنانا چاہتا ہے وہ زندگی کے مشکل اوقات میں استقلال و استقامت کے ساتھ مقابلہ کرسکے اور معاشرے میں اپنی اہمیت کو اجاگر کرسکے عہد نبوی میں عورت کی ذرائع آمدن کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

ا۔تجارت:

عہد نبوی ﷺ میں بہت سی عورتیں تجارت کیا کرتی تھیں۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت شام میں وسیع پیمانے پر تھی۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا تھیں جو مکی عہد میں چمڑے کی کھال کی تجارت کرتی تھیں۔آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے سلسلے میں ان سے اپنے ایک ساتھی اور ہم عمر حضرت عبد اللہ بن حارث ہاشمی کے ساتھ بازار یا ان کے مقام تجارے پر ملاقات کی تھی۔(۲)

حضرت قیلہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کیا:

"انی امرأة واأبيع واشترى"(۳)

کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جو مختلف چیزوں کو بیچتی ہوں اور خریدتی ہوں۔

اسی طرح خولہ،ملیکہ،ثقیفہ اور ام ورقہ رضی اللہ عنہن وغیرہ عطر کی تجارت کیا کرتی تھی۔اسماء بنت مخربہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں عطر کا کاروبار کیا کرتی تھیں۔علامہ ابن سعد طبقات ابن سعد میں فرماتے ہیں کہ:

"وكان ابنها عبد الله بن ابى ربيعة يبعث اليها بعطر من اليمن وكانت تبيعه الى الاعطية فكنا نشترى منها"(۴)

ان کا بیٹا عبد اللہ بن ابی ربیعہ یمن سے عطر بھیجا کرتے تھے اور وہ اسے بیچا کرتی تھیں اور ہم ان سے خریدتے تھے۔

اسی طرح ایک صحابیہ عمرہ بنت الطبیخ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"انطلقت مع جارية لنا الى السوق فاشترينا جريثة فى زبيل قد خرج راسها وذنبها من الزبيل ، فمر على فقال :بكم هذه؟ان هذا لكثير طيب يشبع منه العيال"(۵)

میں اپنی باندی کے ساتھ بازار گئی اور وہاں سے ایک بڑی مچھلی خریدی اور اسے ایک چھولی میں رکھا اور مچھلی کا سر اور اس کی دم چھولے سے باہر نکلی ہوئی تھی۔وہاں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو انہوں نے

پوچھا: آپ نے یہ مچھلی کتنے میں خریدی ہے؟ یہ تو بہت بڑی اور اچھی مچھلی ہے اس سے تو ساری گھر والے سیر ہو کر کھا سکتے ہیں۔

اسی طرح حضرت نبہان التمار رضی اللہ عنہ کے سوانحی خاکہ میں ایک خاتون کا تذکرہ ملتا ہے جو ان سے کھجور خریدتی تھی۔

"اتته امرأة حسناء جميلة تبتاع منه تمر"(۶)

اسی طرح ایک اور صحابیہ حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا جو کہ صحابی رسول حضرت سائب بن اقرع ثقفی رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں عطر بیچنے کا کام کیا کرتی تھیں۔ان کے بیٹے حضرت سائب ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"ان امه مليكة دخلت تبيع العطر من النبیﷺ ، فقال لها : ((يا مليكة ، الک حاجة؟)) قالت: نعم ، قال :((فکلمنی فيها اقضها لک))، فقالت: لا والله الا ان تدعوا لابنی ، وهو معها ، وهو غلام ۔ فاتاه فمسح برأسه ، ودعا له"(۷)

ایک بار میری والدہ حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں عطر فروشی کے ارادے سے حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے ان سے خریداری کرنے کے بعد ضرورت اور حاجت کے بارے میں دریافت کیا۔تو انہوں نے فرمایا: کہ جی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ مجھے اپنی حاجت بتائیں تاکہ میں اس کو پورا کروں۔تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں ایسی کوئی حاجت نہیں، لیکن آپ میری چھوٹے بیٹے کے لئے جو کہ ان کے ساتھ تھا دعا کر دیں۔ آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا بھی فرمادی۔

۲۔فلاحت و کاشتکاری:

اگر ہم تہذیب کے ابتدائی دور پر نظر دوڑائے تو ہمیں یہ نظر آئے گا عورتیں بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی رہی ہیں خاص طور پر جس وقت مردوں کی تعداد کم ہوتی تھی عورتیں اپنے شوہر اور والد کے ساتھ چارہ خشک کرنے اور جانوروں کو کھیتوں میں چرانے کے کاموں میں مشغول رہتی تھیں۔اس کی وضاحت ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے سے ہوتی ہے کہ جس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ القصص کی آیت نمبر ۲۳ میں کیا گیا ہے:

ولما ورد مآء مدين وجد عليه امة من الناس يسقون، ووجد من دونهم امراتين تذودان، قال ماخطبكما قالتالانسقى حتىٰ يصدر الرعاء و ابونا شيخ كبير"(۸)

اور جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ اس پر ایسے لوگوں کا ایک مجمع ہے جو اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں،اور دیکھا کہ ان سے پہلے دو عورتیں ہیں جو اپنے جانوروں کو روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے ان سے کہا: تم

کیا چاہتی ہو؟ان دونوں نے کہا : ہم اپنے جانوروں کو اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتیں جب تک سارے چرواہے پانی پلا کر نہیں جاتے اور ہمارے والد بہت بوڑھے آدمی ہیں"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ کا واقعہ ہے کہ انہیں آپ ﷺ نے عدت کے دوران اس بات کی اجازت دی تھی کہ جاؤ کھجور کے درختوں سے پھل اتارو ہو سکتا ہے کہ تم صدقہ کر دو اور ثواب کی حقدار بنو۔

"عن جابر وهو ابن عبد الله قال : طلقت خالتي ثلاثا ، فخرجت تجد نخلا لها ، فنهانا،فاتت النبي ﷺ فذكرت ذلک له ، فقال لها: اخرجي فجدي نخلک لعلک ان تصدقي او تفعلي خيرا"(۹)

اسی طرح حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ایک عورت کا بیان کرتے ہیں جو جمعہ کے دن سلق کی سبزی بوتی تھی،اور ہمیں کھلاتی تھی۔

"كانت فينا امرأةتجعل على اربعاً في مزرعة لها سلقا ، فكانت اذا كان يوم جمعة تنزع اصول السلق فتجعله في قدر ، ثم تجعل عليه قبضة من شعير تطحنها ، فتكون اصول السلق عرقه ، وكنا ننصرف من صلاة الجمعةفنسلم عليها ، فتقرب ذلک الطعام الينا فنلعقه ، وكنا نتمنى يوم الجمعة لطعامها ذلک"(۱۰)

ایک عورت کھیتوں میں سلق (جو کہ ایک سبزی ہے) بویا کرتی تھی، جب جمعہ کا دن آتا تو وہ سلق کی جڑیں نکال کر برتن میں ڈالتی اور اس میں جو ملا کر پکا لیتی تھی۔ اور یہ غذا غذائیت میں گوشت کا نعم البدل ہوتی۔ ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اس عورت کے گھر میں اکھٹے ہو جاتے اور وہ عورت ہمیں یہ کھانا پیش کرتی اور ہم اس کا شکریہ ادا کرتے اور اسی وجہ سے ہم جمعے کا انتظار کرتے۔

اسی طرح ایک اور صحابیہ خولہ بنت ثعلبہ جن ظہار کا واقعہ مشہور ہے جن کے بارے میں سورۃ المجادلہ کی آیات نازل ہوئیں تھیں۔ان کے شوہر نے جب ان سے ظہار کے کلمات کہے تو چونکہ اس سے پہلے اس طرح کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا یہ دونوں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور مسئلہ دریافت کیا آپ وﷺ نے فرمایا جب تک اللہ تعالی کی طرف سے اس مسئلے کے سلسلے میں کوئی حکم نازل نہیں ہو جاتا تم اپنی بیوی سے الگ رہو تو اس پر ان کی بیوی خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں:

"يارسول الله ! ماله من شئ وما ينفق عليه الا انا "(۱۱)

کہ اے اللہ کے رسول!ان کے پاس تو کچھ مال نہیں ہے میں ہی ان پر خرچ کرتی ہوں۔

اس کے علاوہ عہد نبوی میں کئی صحابیات اپنے مردوں کے ساتھ کھیتی باڑی میں اس لئے شامل ہوتی تھیں کہ ان کے غلوں اور جانوروں کے ریوڑ میں اضافہ ہو، ان کے شوہروں کے ذراعت کے کام میں ترقی ہوسکے۔ مگر یہ بعض صحابیات اس کام میں مشغول رہتی تھیں۔ مدینہ منورہ میں انصار کا پیشہ کاشتکاری تھا اس لئے انصار کی تمام عورتیں کاشتکاری کا کام کیا کرتی تھیں اور سبزیوں کی زراعت اور کاشتکاری کیا کرتی تھیں۔

اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا گھر کا کام کرتی تھیں۔ اور اپنے کھیتوں سے گھوڑے کا چارہ اور کھجور کی گٹھلیاں سر پر لایا کرتی تھیں۔ اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے:

"عن اسماء بنت ابی بکررضی الله عنہما قالت تزوجنی الزبیر، وماله فی الارض من مال ، ولا مملوک ، ولا شیء غیرناضح ، وغیرفرسه ، فکنت اعلف فرسه ، واستقی الماء واخرز غربه واعجن ، ولم اکناحسن اخبز ، وکان یخبزجارات لی من الانصاروکن نسوة صدق ، وکنت انقل النوی من ارض الزبیر ، التی اقطعه رسول الله ﷺ علی رأسی وهی منی علی ثلثی فرسخ ، فجئت یوما والنوی علی رأسی فلقیت رسول الله ﷺ ومعه نفرمن الانصارفدعانی ثم قال ((اخ اخ)) لیحملنی خلفه ، فاستحییت ان اسیرمع الرجال ، وذکرت الزبیر وغیرته ، وکان اغیرالناس ، فعرف رسول الله ﷺ انی قد استحییت فمضی ، فجئت الزبیرفقلت لقینی رسول الله ﷺ وعلی رأسی النوی ومعه نفر من اصحابه فانخ لارکب فاستحییت منه وعرفت غیرتک ، فقال والله لحملک النوی کان کان اشد علی من رکوبک معه ، قالت حتی ارسل الی ابو بکر بعد ذلک بخادم یکفینی سیاسة الفرس فکانما اعتقنی"(۱۲)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما اپنی ابتدائی زندگی کے بارے میں فرماتی ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے میری شادی ہوچکی تھی لیکن ان کے پاس ایک پانی لادنے والے اونٹ اور گھوڑے کے سوانہ کسی قسم کا مال تھا نہ خادم اور نہ ہی کوئی دوسری چیز، میں خود ہی ان کے گھوڑے کو چارہ دیتی اور پانی پلاتی اور ڈول بھرتی تھی۔ گھر کا کام بھی خود ہی کرتی، آٹا خود ہی گوندتی اور روٹی پکاتی لیکن روٹی زیادہ اچھی نہیں پکا سکتی تھی۔ پڑوس میں انصار کی کچھ عورتیں تھیں جو دوستی میں بڑی مخلص ثابت ہوئیں میری روٹیاں پکا دیا کرتی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو میرے مکان سے دو میل کے فاصلے پر ایک زمین کاشت کرنے اور فائدہ اٹھانے کے لئے دے رکھی تھی میں اس زمین سے کھجور کی گٹھلیاں لایا کرتی تھی ایک دن میں اپنے سر پر کھجور ہی گٹھلیوں کی ٹوکری رکھ کر لا رہی تھی کہ راستے میں آپ ﷺ سے میری ملاقات ہوگئی۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا تا کہ اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیں

لیکن چونکہ آپ ﷺ کے ساتھ انصار کے بعض افراد بھی تھے اس لئے مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم محسوس ہوئی۔اور زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا خیال آیا کہ وہ بہت زیادہ غیرت والے ہیں۔چنانچہ آپ ﷺ میری حیا کے تقاضے کو بھانپ گئے اور آگے بڑھ گئے۔میں نے سارا واقعہ حضرت زبیر رضی اللہ سے ذکر کیا۔زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم تمہارا گٹھلیوں کا لانا مجھے بہت شاق گزرتا ہے۔پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کی دیکھ بھال کے لئے ایک خادم بھیجا جس کی وجہ سے مجھے اس کام سے نجات مل گئی۔

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کن صورتوں میں گھر کے کام کاج کے علاوہ دیگر سرگرمیوں میں اپنا حصہ شامل کر سکتی ہے۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا مکمل طور پر گھر کی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیتی تھیں اور اس ذمہ داری کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ کھیت میں بھی کام کیا کرتی تھیں۔

آپ ﷺ کے ایک غفاری اجیر اور ان کی اہلیہ ایک چراگاہ میں سرکاری جانوروں کی چرائی اور دیکھ بھال کرتی تھیں۔ایسا ثابت ہوتا ہے کہ چرواہی کا پیشہ خاص عورتوں اور باندیوں سے متعلق تھا آپ ﷺ کی ایک باندی "ربیحہ" جو بنو قریظہ کے مال غنیمت میں آپ ﷺ کے حصہ میں آئی تھیں۔صدقات کے باغات میں کام کیا کرتی تھیں۔اور آپ ﷺ ان کے جھونپڑے میں کبھی کبھی قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔اور مرض ابو وفاۃ کا آغاز بھی وہیں سے ہوا تھا۔(۱۳)

عہد رسالت میں متعدد خواتین کے بارے میں یہ ذکر ملتا ہے کہ وہ چرواہی کا کام کیا کرتی تھیں۔جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بھی یہی کام کیا کرتی تھیں۔اور گھروں میں خادمہ کا کام انجام دیا کرتی تھیں۔چرواہوں اور گھریلو خدمات کی تعداد بہت زیادہ تھی۔یہ اصلا خاتونی پیشہ تھا۔چرواہی سے وابستہ دوسرے کام باڑے کے دودھاری جانوروں کا دودھ دوہنا اور مالکوں کے گھروں تک پہنچانا تھا۔بعض باندیاں اور آزاد عورتوں کے نجی کام کے علاوہ پیشہ ور چرواہیاں ہی یہ کام انجام دیتی تھیں۔آپ ﷺ کی کئی باندیاں مثلا سلمٰی رضی اللہ عنہا اور ام ایمن رضی اللہ عنہا وغیرہ کے علاوہ بہت سی مکی اور مدنی اکابر کی چرواہیاں یہ کام انجام دیتی تھیں۔حضرت ام سلمہ کی ایک باندی حضرت وجیہہ رضی اللہ عنہا بھی ان میں سے ایک تھیں۔(۱۴)

امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما کی زرعی جائیدادیں طائف اور مکہ میں تھیں۔اور ان کے علاوہ کئی انصاری خواتین کی زرعی جائیدادیں مدینہ منورہ میں تھیں۔(۱۵)

۳۔خیاطت اور کپڑا بننا:

بہت سے صحابیہ عورتوں کے تذکرہ سے پتا چلتا ہے کہ عہد نبوی میں بہت سی انصای کی عورتیں سلائی کا کام بھی کرتی تھیں۔فاطمہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ سے پتا چلتا ہے کہ انصار کی عورتیں سلائی کا کام کیا کرتی تھیں۔(۱۶)

اس کے علاوہ کئی خواتین جاہلی اور اسلامی دونوں ادوار میں کپڑا بننے کا کام کیا کرتی تھیں۔اور بنے ہوئے کپڑوں کی خرید وفروخت کیا کرتی تھیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک پردہ اور ایک قالین اس طرح خریدا تھا۔ایک خاتون نے ایک چادر بن کر خدمت نبوی میں ہدیہ کی تھی۔مکہ میں قریش کی کئی عورتوں نے سوت کات کات کر اور کپڑے بن کر بیچے تھے اور ان سے حاصل شدہ آمدنی قومی کارواں میں لگائی تھی۔یہ قومی کارواں قریش غزوہ بدر ۲ھ میں مکہ سے شام بھیجا گیا تھا اور اس میں تمام مکہ والوں نے اپنا زیادہ سے زیادہ سرمایہ لگایا تھا۔

صحابہ کرام کی بھی بہت سی باندیاں درزن یا کپڑا بننے کا کام کیا کرتی تھیں۔خیاطی، نجاری۔نساجی اور ایسے بہت سے کام عورتوں سے متعلق تھے امام بخاری رحمہ اللہ کے کتاب اللباس کے باب "لبس والقسی" کے ترجمۃ الباب میں لکھا ہے "قسیہ / قسی" کپڑا شام سے یا مصر سے آتا تھا۔

"وکانت النساء تصنعہ لبعولتھن مثل القطائف یصفونھا"(۱۷)

((اور عورتیں اس کو اپنے شوہروں کے لئے قطائف یعنی چادروں کی مانند پھیلا کر بنا کرتی تھیں))۔

۴۔صنعت وحرفت:

بوقت ضرورت اگر کوئی عورت کارخانہ قائم کرنا چاہے یا کوئی دکان کھولنی چاہے تو اس کی اجازت ہے شریعت عورت کو اس بات سے نہیں روکتی۔اگر کوئی عورت بیوہ ہو، یامطلقہ ہو، یا اس کا شوہر بیمای کی وجہ سے کوئی کام نہیں کر سکتا ہو تو شریعت اس عورت کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ وہ معاشی ضروریات کے لئے کوئی بھی جائز کاروبار اختیار کرنا چاہے تو وہ کر سکتی ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میں نے آپ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ:

"اذا دبغ الاھاب فقد طھر"(۱۸) طبعی موت مرنے واے جانوروں کی کھال کو دباغت کے بعد استعمال کر لیا جائے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ صنعت و حرفت سے واقف تھیں۔اس کے ذریعے سے وہ اپنے اور خاوند اور اپنے بچوں کے اخراجات بھی پورے کیا کرتی تھیں۔حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"ان زينب الانصارية امرأة ابى مسعود وزينب الثقفية امرأة ابن مسعوداتتا رسول الله ﷺ تسألانه النفقة على ازواجهما ، فقال لهما رسول الله ﷺ نعم لكما اجران اجر الصدقة واجر القرابة"(١٩)

زینب انصاریہ رضی اللہ عنہا زوجہ ابی مسعود اور زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا زوجہ ابن مسعود دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دریافت کیا کہ کیا وہ اپنی آمدنی خاوندوں پر خرچ کریں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے دوہرا اجر ہے۔ایک صدقے کا اور دوسرا رشتہ داروں سے حسن سلوک کا۔

آپ ﷺ نے ان کے کسب معاش کی تعریف و توصیف فرمائی مگر کسی حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ ان کو اپنے شوہروں کے نان ونفقہ پر انحصار کرنے کا حکم دیا ہو یا ان کے شوہروں کو کمانے یا نفقہ اٹھانے کی ہدایت فرمائی ہو۔اس سے عورتوں کے کسب معاش کا اصول اور حق نکلتا ہے۔

ان دونوں خواتین کی دستکاری سے کمائی مجبوری تھی کہ ان کے شوہروں کا کمائی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا اور وہ ان کے نفقہ ادا کرنے سے قاصر تھے۔اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تبلیغ دین میں مصروف رہتے تھے اور اپنی روزی نہ کما سکتے تھے تو ایسی صورتحال مین بیوی کا اپنے شوہر پر خرچ کرنا آپ ﷺ کے مطابق دوہرے اجر کا باعث ہے۔

اسی طرح ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی ایک کاروباری خاتون تھیں، مختلف اقسام کی چیزیں بناتی تھیں اور انہیں فروخت کیا کرتی تھیں۔اور اس سے جو بھی آمدنی ہوتی وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا کرتی تھیں۔

"وكانت امرأة صناع اليد،تعمل بيدها،وتتصدق فى سبيل الله"(٢٠)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا صرف صدقہ و خیرات کرنے کی وجہ سے اس پیشہ سے وابستہ تھیں ورنہ انہیں اپنی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کسی قسم کے کاروبار کی ضرورت نہیں تھی۔

۵۔طبابت وجراحت:

طب اور جراحت میں بھی عہد نبوی میں خواتین بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔عہد نبوی میں اس پیشہ جو خواتین مہارت رکھتی تھیں ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت رفیدہ، حضرت اسلمیہ، حضرت ام مطاع ، حضرت ام

کبشہ، حضرت حمنہ بنت جحش، حضرت معاذہ لیلیٰ، حضرت ربیع بنت معوذ، حضرت ام عطیہ، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہم۔یہ تما صحابیات حالت جنگ و امن میں مریضوں کا علاج ومعالجہ،اور زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کیا کرتی تھیں۔روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ کسی زخمی کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا تھا کہ انہیں حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا کے خیمے میں لے جائیں۔

"فقال رسول الله ﷺ اجعلوه فی خيمة رفيدة التی فی المسجد حتی اعوده من قريب وكانت امرأة تداوی الجرحیٰ وتحتسب بنفسها علی خدمة من كانت به ضيعة من المسلمين"(٢١)

" آپ ﷺ نے فرمایا اسے رفیدہ رضی اللہ عنہا کے خیمے میں لے جا ؤ جو مسجد کے پاس ہے۔تا کہ قریب ہونے کی وجہ سے میں ان کی عیادت کر سکوں اور وہ مسلمان زخمیوں اور مریضوں کا مفت علاج کیا کرتی تھیں"۔

بعض خواتین پیشہ ور جراح اور طبیب سے اپنے فن سے کماتی بھی تھیں۔فی سبیل اللہ علاج و معالجہ کی خدمات تو غزوات، مہمات تک ہی محدود ہو سکتی تھیں کیونکہ وہ طبی خدمات کے لئے تو جنگ میں شریک ہوتی تھیں۔لیکن زمانہ امن و امان اور عام حالات میں علاج و معالجہ ایک پیشہ ورانہ ذریعہ آمدنی ہے۔روایات و سیرت اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جاہلی اور اسلامی دونوں ادوار میں خواتین طبابت سے آمدنی حاصل کرتی تھیں۔گھریلو دوا دارو یا علاج و معالجہ کا ایک فن بھی تھا اور بہت سی خواتین اپنے مردوں کے مانند بسا اوقات فوری علاج کی خدمات انجام دے لیتی تھیں۔تاریخ میں اس کی مثالیں موجود ہیں:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے بہتے ہوئے زخموں کا علاج کیا تھا۔

"فلم يرقا الدم حتی احرقت فاطمة قطعة حصير، واخذت رمادها فالصقته بالجرح"(٢٢)

کہ آپ ﷺ کا خون نہیں رک رہا تھا یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چٹائی کا ٹکڑا جلایا اور اس کی راکھ زخموں پر رکھ دی اور خون بند ہو گیا"۔

رسول اکرم ﷺ کی آخری بیماری میں حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے دہن مبارک میں کھلی اور تیل کی بنی ہوئی دوا زبردستی ڈال دی تھی۔یہ ایک خاص طبی نسخہ ان دونوں خواتین نے حبشہ کے قیام کے دوران سیکھا تھا۔روایات میں آتا ہے کہ عود ہندی اور تیل سے بنی ہوئی دوا تھی۔(٢٣)

ام الحسین بنت القاضی ابن جعفر مختلف مضامین اور علوم وفنون میں کمال کی دسترس رکھتی تھیں۔لیکن وہ بحیثیت طبیبہ مشہور تھیں۔الحفیظ بن زہر کی بہن اور اس کی بیٹی جو منصور بن ابی عامر کے زمانے میں مشہور تھیں بہت اچھی طبیبہ تھیں فن طب و حکمت میں اپنے زمانہ میں مشہور تھیں۔خاص طور پر نسوانی بیماریوں کی ماہر شمار کی جاتی تھیں۔اور شاہی خواتین کے علاج و معالجہ کے لئے انہی کو بلایا جاتا تھا۔(۲۴)

۶۔رضاعت بطور پیشہ:

ایک خالص نسوانی ذریعہ آمدنی اور اور کاروبار رضاعت کا تھا۔زمانہ قدیم سے عرب سماج میں پیشہ ور مرضعات(دودھ پلانے والی)کا ایک طبقہ ہر ایک علاقے میں چلا آتا تھا۔دودھ پلا کر اپنے رضاعی بچوں/بچیوں کے سرپرستوں سے عطایا حاصل کرنا ایک معزز اور محبت بھرا کام تھا جو متعدد خاندانوں اور قبیلوں کو رضاعی بچوں اور بچیوں کے ذریعے محبت و الفت اور اتحاد کے رشتوں میں باندھتا تھا۔یہ قدیم پیشہ عہد اسلامی اور عہد نبوی میں بھی جاری رہااور رضاعی ماؤں کا ایک طبقہ اس پیشہ کے ذریعے آمدنی حاصل کرتا رہا۔تمااشراف عرب کے بچے اور بچیاں رضاعت کے لیئے دیہات میں بھیجے جاتے تھے تاکہ ان کی اچھی نشوونما ہو سکے۔

مشہور ترین مرضعہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو رسول اکرم ﷺ کی رضاعی والدہ تھیں اور آپ ﷺ کے علاوہ متعدد دوسرے دوسرے اکابر کو بھی رضاعت کے ذریعہ پالا تھا ان رضاعی بچوں کے سرپرستوں نے ان کو مناسب عطاسے نوازا تھا۔آپ ﷺ نے ہمیشہ ان کو اور ان کیاولاد کو ہدایا اور تحائف سے مالا مال کیا۔یہی دوسروں کو طریقہ بھی تھا۔

حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا بھی باقاعدہ مرضعہ تھیں جو کہ مکہ مکرمہ میں خدمت انجام دیتی تھیں۔انہوں نے بھی رسول اکرم ﷺ اور بعضد وسرے اکابر قریش کی خدمت کی ہے۔اور ان کو بھی خاندان کے سرپرستوں نے خوب عطایا اور تحائف سے نوازا تھا۔حضرت ام بردہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی رضاعی ماں تھیں۔ان کو اور ان کے شوہر کو رسول اللہ ﷺ نے خاصی قیمتی چیزیں ان کی خدمت کے عوض دی تھیں۔(۲۵)

۷۔سرکاری نوکری:

نظام حکومت یا انتظامیہ میں عورت کی شمولیت کا مسئلہ خاصا نازک ہے اور اپنی جہات کے لحاظ سے نہایت ہی اہم ہے۔لیکن خاتون جراحوں،طبیبوں اور دوسری ماہرات فن سے کام لے کر آپ ﷺ نے ان کے لئے کسی حد تک گنجائش ضرور نکالی ہے۔بازار کی افسر کی حیثیت سے آپ ﷺ نے ایک خاتون کا تقرر کرکے بہت اہم اور

دوررس نتائج کا حامل اقدام کی بنیاد رکھی تھی۔ بازار کے خالص مردانہ تجارتی کاروبار کی دیکھ بھال اور انتظام کے لئے آپ ﷺ نے ایک خاتون کو مقرر کیا تھا وہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا تھیں جنہیں آپ ﷺ نے مدینہ کے ایک بازار کا افسر مقرر کیا تھا۔

۸۔ فوجی خدمات:

قرون وسطیٰ میں بہت سی خواتین فوجی خدمات سرانجام دیتی رہی ہیں۔ منصور کے عہد میں علی بن عبد اللہ کی صاحبزادیاں "ام ایمن اور لبابہ" جنگی لباس پہن کر اسلامی افواج کے ساتھ بازنطین کے علاقے کی طرف مارچ کررہی تھیں۔(۲۶)

ہارمن کے دور میں بھی یہ شہزادیاں گھوڑوں کی رکھوالی کیا کرتی تھیں اور فوج کو میدان جنگ میں بھیجا کرتی تھیں۔ عہد نبوی میں بھی جہاد میں شرکت اور مجاہدین کی خدمت کے لئے بہت سی صحابیات مصروف رہتی تھیں۔ ان میں سے ایک حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں جو کہ غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور حضور ﷺ کے دفاع کے لئے مردوں کی طرح ثابت قدمی اور بہادری و جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کیا اور افراتفری کے عالم میں بھی آپ ﷺ نے ان الفاظ میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی تعریف فرمائی:

"وماالتفت یمینا ولا شمالا الا و انا اراها تقاتل دونی"(۲۷)

"کہ میں اپنے دائیں بائیں جہاں دیکھتا مجھے یہی لڑتے ہوئے نظر آتی تھیں"۔

حضرت ربیع بن معوز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"کنا نغزوا مع رسول الله ﷺ نستقی القوم ونخدمهم ونرد القتلی والجرحی الی المدینة"(۲۸)

"ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد پر جایا کرتی تھیں اور ہمارے ذمہ یہ کام ہوتا تھا کہ مجاہدین کو پانی پلائیں، ان کی خدمت کریں جنگ میں کام آنے والوں اور زخمیوں کو مدینہ واپس لوٹاتی تھیں"۔

اسی طرح حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"غزوت مع رسول الله ﷺ سبع غزوات اخلفهم فی رحالهم واصنع لهم الطعام واداوی الجرحی و اقوم علی الزمنی"(۲۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"کان رسول الله ﷺ یغزوا بام سلیم ونسوة معها من الانصار یسقین الماء ویداوین الجرحیٰ"(۳۰)

کہ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی خواتین ایک گزوہ میں شریک تھیں اور وہ پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کا کام کیا کرتی تھیں۔

۹۔عدالت کی سربراہ:

خلیفہ مقدر عباس کی والدہ سب سے بڑی عدالت ''ولایۃ المظالم'' کی سربراہ تھیں۔حسن بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

خلیفہ مقدر عباس کی والدہ لوگوں کی شکایات سنا کرتی تھیں اور ان کی شکایات کا ازالہ کرتی تھیں۔(۳۱)

۱۰۔عہد نبوی کے دیگر ذرائع آمدن اور ان سے منسلک خواتین:

عرب کے جاہلی سماج اور مسلم سماجوں میں بعض دیگر پیشے ایسے بھی تھے جن سے زیادہ تر خواتین منسلک تھیں۔ان پیشوں کا تعلق خواتین کے معاشی مسائل اور معاملات سے ہوتا تھا۔اور یہ پیشے بھی ایسے تھے جن کے لئے خواتین کو ہی ترجیح دینا فطری بات تھی۔ان میں سے چند پیشے درج ذیل ہیں:

ا۔مشاطہ:

یہ وہ عورت ہے جس کا پیشہ یہ ہوتا تھا کہ دلہن کے سر میں کنگھی چوٹی کرے سرمہ لگائے ابٹن ملے اور بنا سنوار کر بٹھائے۔عرب میں بالخصوص دلہنوں اور خواتین کی زیب و زینت اور آرائش کے لئے ایک خاص طبقہ تھا جو شادی بیاہ اور دیگر تقاریب کے موقعوں پر مشاطگی کا کام کیا کرتی تھیں۔اور یہ اپنے اس فن میں امہر ہوتی تھیں۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھی ایک مشطہ تھی۔اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ہم عصر خواتین کے نکاح اور رخصتی کے موقعوں پر مشاطہ کا تذکرہ ملتا ہے۔

۲۔حاضنہ:

کمسن بچوں اور بچیوں کی دیکھ بھال اور پرورش کے لئے عرب میں عورتوں کا ایک خاص طبقہ ''حاضنہ'' (جس کو دور حاضر میں آیا بھی کہا جا سکتا ہے) کا بھی تھا۔ان میں باندیوں کے علاوہ اجرت پر کام کرنے والی آزاد عورتیں بھی ہوتی تھیں جو اپنے گزر اوقات کے لئے یہ کام انجام دیتی تھیں۔آپ ﷺ کی حاضنہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اس باب میں کافی شہرت رکھتی ہیں۔ان کے علاوہ رسول ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی بھی ایک دائی، اور حاضنہ تھیں۔حالانکہ ان کے شوہر لوہار کا کام کیا کرتے تھے۔مگر یہ خود مرضعہ اور حاضنہ کا کام کیا کرتی تھیں۔

۳۔ قابلہ:

یہ بھی عورتوں کا عرب میں ایک پیشہ تھا ۔بچوں کی ولادت کے سلسلے میں دائیوں کا ایک طبقہ ''قابلہ ''کہلاتا تھا۔ بعض خاندان والوں کی بڑی عمر کی خواتین یہ کام انجام دیتی تھیں انہیں میں سے ایک خاص طبقہ جن کا یہ پیشہ ہوتا تھا وہ'' قابلہ ''کہلاتی تھیں۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا بھی ان میں سے ایک تھیں۔ جنہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد کی ولادت کے انجام بخوبی نبھائے۔اور ان کے علاوہ بنات طاہرات ،اور دوسری خواتین کے بچوں کی ولادت میں بھی دایہ کا کام کرتی تھیں۔مکہ میں بھی ایک قابلہ ''ام انمار بنت سباع رضی اللہ عنہا'' تھیں۔)۳۲

خلاصہ بحث:

تاریخ اسلامی میں خواتین بہت سے شعبوں میں کام کر رہی تھیں یہاں ان کا احاطہ کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ عہد نبوی اور اسلامی ادوار میں خواتین کو کاروبار کرنے اور کسب معاش کا حق حاصل تھا اور اس حق کو خواتین نے شرعی حدود میں رہتے ہوئے استعمال کیا تھا۔ آپ ﷺ اپنی عمر مبارک میں بہت سی ایسی خواتین سے ملے تھے جو کہ مختلف ہنروں میں مہارت رکھتی تھیں یا مختلف کاروبار کرتی تھیں۔لیکن آپ ﷺ نے انہیں کبھی بھی منع نہیں فرمایا۔اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ گھریلو حالات اور معاشی دباؤ کے تحت اگر عورت اگر عورت کو عملی زندگی میں قدم رکھنا پڑے تو انہیں مختلف ہنر سیکھنے چاہئے اور ان میں حصہ بھی لینا چاہئے تاکہ روزگار کا سلسلہ بن سکے۔اور عصر حاضر میں اگر ہم دیکھیں تو بعض معاشرتی میدان ایسے ہیں جہاں صرف عورتیں ہی کام کرسکتی ہیں تو پھر عورت کو معاشی طور پر میدان مین نکلنا پڑتا ہے۔ جیسے لیڈی ڈاکٹر، گرلز اسکول و کالجز،نرسنگ، نگران زنانہ بوڈنگ ہاؤس، میں۔لیکن اگر کوئی عورت کسب معاش کے سلسلے میں باہر نکل رہی ہے تو اسے شرعی اور اخلاقی حدود کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ دین ایمان پر ثابت قدمی

۲۔ اخلاق کی پاسداری

۳۔ پردہ وحاجب کا استعمال

۴۔ آزادانہ اختلاط سے بچنا

۵۔ زیب زینت اور اپنی نمائش سے بچنا

۶۔ اگر شادی شدہ ہے تو شوہر کی اجازت ضروری ہو۔

۷۔اور ملازمت کے ساتھ ساتھ اپنے گھریلو ذمہ داریوں کا بھی مکمل احساس ہو۔

پس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ اسلام عورت کو اس قابل بنانا چاہتا ہے کہ وہ زندگی میں پیش آنے والی مشکلات پر ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کر سکے اسی غرض سے شریعت نے عورت کو سادہ اور پر مشقت زندگی کی تعلیم دی ہے۔

مراجع وحواشی:

۱۔سورۃ النساء: آیت ۳۴

۲۔ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:۱، ص:۲۶۶، ۲۶۷، سہیل اکیڈمی، ۱۹۸۲ء

۳۔ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، طبقات الکبریٰ، ج:۱۰، ص:۲۹۵، مکتبۃ الخانجی، قاہرہ ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۱ء

۴۔ایضا۔ج:۱۰، ص:۲۸۴۔

۵۔ایضا، ج:۱۰، ص:۴۵۱۔

۶۔ابن الاثیر، علی بن محمد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص:۱۱۸۶، ۱۱۸۵، دار ابن حزم، بیروت، لبنان، ۱۴۳۳ھ، ۲۰۱۲ء۔

۷۔ایضا، ص:۱۳۸۴۔

۸۔سورہ القصص آیت ۲۳۔

۹۔سلیمان بن اشعث، سنن ابی داوَد، ج:۲، ص:۸۱، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، ریاض، ۱۴۳۱ھ، ۲۰۱۰ء۔

۱۰۔ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، ص:۲۲۶، مکتبہ دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۲ء۔

۱۱۔طبقات الکبیر، ج:۱۰، ص:۳۵۴۔

۱۲۔الجامع الصحیح البخاری، ص:۱۳۳۱۔

۱۳۔بلاذری، احمد بن یحیی، فتوح البلدان، ج:۱، ص:۵۴۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۳ھ۔

۱۴۔ایضا، ج:۱، ص:۵۱۴، ۵۱۳۔

۱۵۔ایضا۔ج:۱، ص:۴۲۷۔

۱۶۔ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج:۸، ص:۲۷۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۵ء۔

۱۷۔ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح الصحیح البخاری، ج:۱۰، ص:۲۹۳، ۲۹۲، مکتبہ سلفیہ قاہرہ۔

۱۸۔ابو الحسن، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح المسلم، ص۱۷۱، مکتبہ دار طیبہ، ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶ء۔

۱۹۔الاصابہ فی تمیز الصحابة،ج:۸،ص:۱۶۴۔

۲۰۔اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ، ص:۱۵۲۳۔

۲۱۔الاصابة فی تمیز الصحابہ،ج:۸،ص:۱۳۶۔

۲۲۔بلاذری، احمد بن یحیی، کتاب جمل من انساب الاشراف،ج:۱،ص؛۳۹۶،مکتبہ دار الفکر، بیروت، لبنان،۱۴۱۷ھ،۱۹۹۶ء۔

۲۳۔الجامع الصحیح البخاری، ص:۱۴۴۸،۱۴۴۷۔

۲۴۔احمد،ڈاکٹر شبلی، تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ، ص۲۶۰،ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور،۱۹۶۳ء۔

۲۵۔صدیقی،ڈاکٹر محمد یاسین مظہر،عہد نبوی میں رضاعت،ص:۱۵۰،معارف اعظم گڑھ،۱۹۹۶۔

۲۶۔تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ، ص۲۶۱۔

۲۷۔اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ،ج:۵،ص:۶۰۵،المکتبة الاسلامیہ، ریاض۔

۲۸۔شوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار،ج:۱۴،ص:۹۳،دار ابن جوزی،۱۴۲۷ھ۔

۲۹۔ایضا

۳۰۔ایضا

۳۱۔اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ،ج:۵،ص:۵۸۹۔

۳۲۔فتوح البلدان،ج:۱،ص:۱۷۵۔